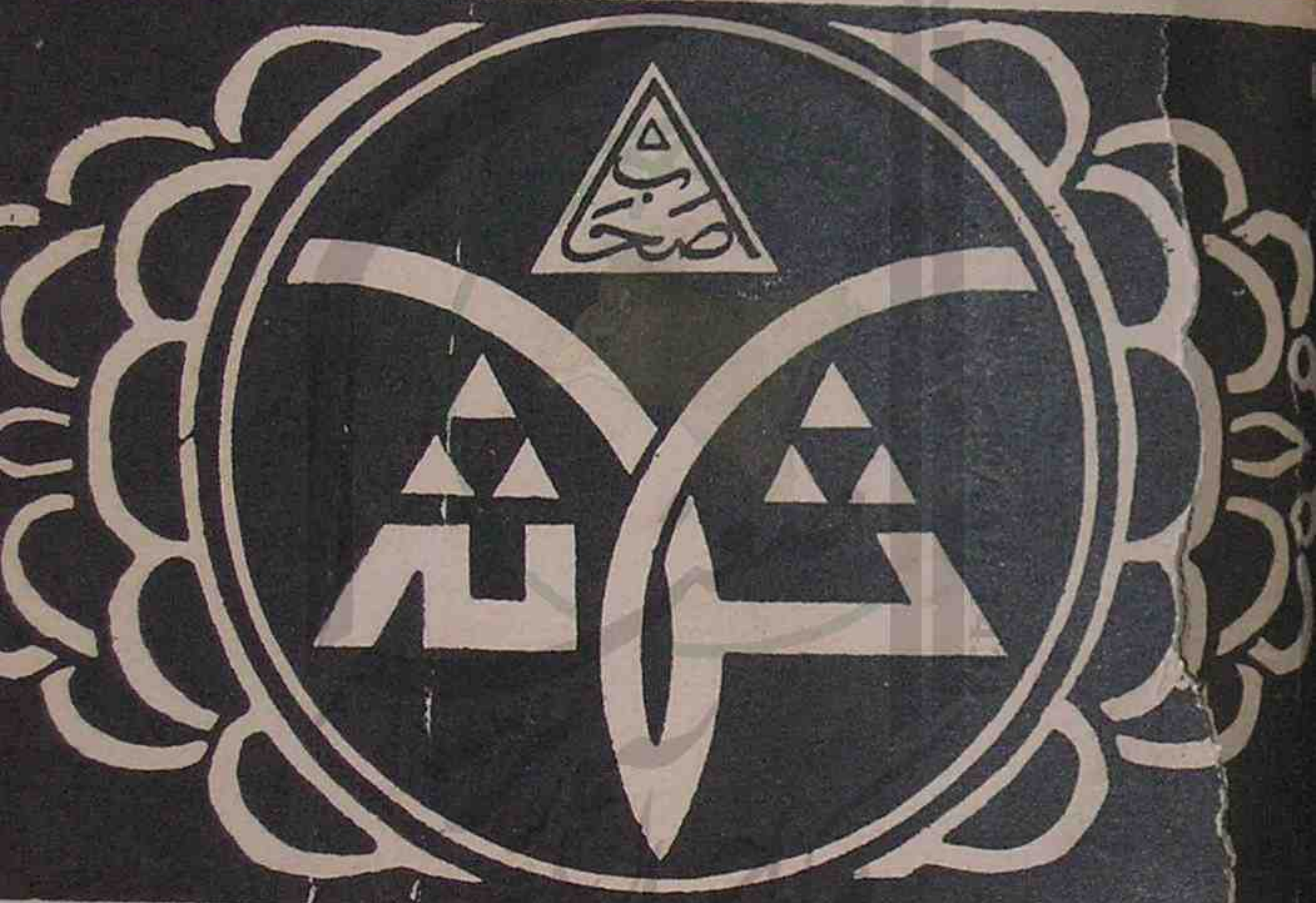


حاشاء الحق زهون الباطل الذنوب الباطل كجانب زهون فناء

حضرات اہلسنت کی مقبرہ کتابور سے
صرف شیعہ حضرات کے لیے



کے حالات زندگی

مؤلفہ

سیدہ افاظ علی صابر الرض

بشر ننگا

موظیف المصنوع مولانا سرمد محمد بن محمد ہمدانی

”خیر بیانات کے ہزاروں مضامین“

مسلمان دشمن پاتے ہیں“

پیش کردہ

سید عارف علی شاہ مدنی

عرف علی بیان

۲۲ رجب ۱۳۸۶ھ

مرکز احیاء آثار

maablib.org

MAAB 1431



maablib.org

سلسلہ مطبوعات ”ادارہ تحفظ حسینیت لکھنؤ“

نمبر ۲۹ - ۳۰ - ۳۱

اصحابِ ثلاثہ

☆ حضرات اہلسنت کی مستند کتابوں سے ☆

ابوبکر بن ابوقحافہ ، عمر ابن خطاب اور عثمان ابن عفان
کی سرگرمیاں اور حالات زندگی

مؤلف

سید حافظ علی صابر

رضوی سنڈیلوی

ناشر

ادارہ تحفظ حسینیت لکھنؤ
اشرف آباد - لکھنؤ - ۲۰



مطبوعہ

نظامی پریس لکھنؤ
دکنوریہ اسٹریٹ - لکھنؤ

عرض حال

ادارہ تحفظ حسینیت لکھنؤ بھگت اللہ انتہائی فخر کے ساتھ اپنے سلسلہ مطبوعات کا اونیٹسواں، تیسواں، اکتیسواں، پندرہواں، اسیواں، اسیواں، اسیواں کی صورت میں پیش کر رہا ہے۔

یہ ادارہ گزشتہ چوتھیاں صدی سے خاموشی کے ساتھ دین و مذہب کی جو خدمات انجام دے رہا ہے اس کا تذکرہ کر کے آپ کو اعانت کی ترغیب دلانا مقصود نہیں ہے۔ البتہ یہ گزارش ضرور ہے کہ آپ ادارہ کی مطبوعات زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید فرما کر ادارہ کو مزید خدمات کا موقع دیں۔

ذیل نظر کتاب کے سلسلہ میں میری خواہش تھی کہ یہ کتاب کسی عالم دین اور مشہور صاحب قلم کی کاوشوں کا نتیجہ ہو لیکن بعض مجبور یوں کی بنا پر یہ فرعن مجھی کو انجام دینا پڑا۔ اگرچہ میرے لئے کثرت کار اور عظیم الفرائض کے علاوہ سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ مجھے جس زبان سے مفید

مطلب مواد فراہم کرنا تھا اس کی تجدید تک سے ناواقفیت اور معلومات سطحی۔ ایسی صورت میں آپ قصور کر سکتے ہیں کہ مجھ کو کتنی دشواریاں پیش آئی ہوں گی۔ بہر طور جو کچھ ممکن ہو سکا وہ پیش کیا جا رہا ہے البتہ اگر آپ ذاتی نے توجہ فرمائی تو انشاء اللہ آئندہ اسی موضوع پر ایک مفصل کتاب کسی مستند عالم اور صاحب قلم کے قلم سے پیش کی جائے گی۔ والسلام

سید حافظ علی صابر رضوی
جنرل سکریٹری ادارہ تحفظ حسینیت لکھنؤ

نصیر شعیبیت علامہ سید محمد قلی علیہ الرحمہ

وفات ۱۲۶۰ھ

ولادت ۱۱۸۸ھ

== کے نام ==

جن کے حسب ذیل تصانیف عسکر باطل کے جارحانہ حملوں کو رد کرنے کیلئے
وہ ناقابل تسخیر علمی حربے ہیں جن کے جواب سے علماء سوادِ اہم اسلامی
قاصر رہے، قاصر ہیں، قاصر رہیں گے

- سیف ناصری تحفہ کے باب اول کا جواب
- تقلیب المکائد تحفہ کے باب دوم کا جواب
- برہان السعادت تحفہ کے باب سہتم پہنچ اول کا جواب
- تشدید المطامین و کشف الضغائن تحفہ کے باب شہتم کا جواب
- مصارع الانہام تحفہ کے باب یازدہم کا جواب
- تقریب الاقدام تفسیر آیات الاحکام ● احکام عدالت علویہ
- نفاق الشیخین ● تطہیر المؤمنین
- اجویہ فاحشرہ

اور

جن کی اولاد ”سعید“ آج بھی نصرت دین حقہ میں منہمک ہے

عقیدت کیش

سید حافظ علی صاحب الرضوی

سندیلوی

اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب دنیا ایسے افراد سے کنارہ کش ہو جائے جو دوسروں کو اپنے نفوس پر ترجیح دینے کا جذبہ نہ رکھتے ہوں۔۔۔۔۔ اور ایسے افراد کی زندگی کو مشعل ہدایت بنائے جنہوں نے نوع انسانی کو صرف پیدا کرنے والے کی مرضی کے مطابق سنوارنے میں عظیم المثال قربانیاں پیش کی ہیں۔۔۔ اسی لئے میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی کتابوں سے انہیں بلکہ سواد اعظم اسلامی کی کتابوں سے تاکہ سواد اعظم خود اپنے علماء کے افکار پر غور کر سکے۔ اس سلسلہ میں آخری گزارش یہ ہے کہ مطالعہ کے وقت آپ کی ذہنی بات نہ رہنا چاہئے کہ آپ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر آپ کا مطالعہ غیر جانبدارانہ ہے تو فائدہ پہونچے گا ورنہ انہیں۔

والسلام

سید حافظ علی صاحبہ الرحمہ،
اشرف آباد لکھنؤ

تشریح صفحات کتاب اصحاب ثلاثہ

صفحہ	عرض حال وغیرہ
۸	جلد اول
۵۶	جلد دوم
۱۰۴	جلد سوم
۱۱۲	

میزان ۲۸۰ صفحات

کتاب کے پہلے

ہر غیر مسلم یہ دیکھ کر متحیر رہ جاتا ہے کہ ایک خدا، ایک رسول اور ایک کتاب کے ماننے والے مسلمان تہتر مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم ہیں۔ اور آپس میں دست و گریبان بھی۔ یہی نہیں بلکہ وہ آپس میں ٹکرائے کے بعد ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بے دین، اور ملحد غرض سب ہی کچھ ثابت کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ یہ ہنگامہ آرائی دیکھ کر وہ غیر مسلم حقیقت سے بعید ہو جاتا ہے اور پھر وہ ایک دوسرے کے خلاف صادر ہونے والے فتادوں کا مطالعہ کر کے وہ سب ہی کو کافر، مشرک، بیدین اور ملحد تصور کر کے اپنے مقام اور مسلک پر قائم رہنے، ہمیں عافیت محسوس کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسلام سے متنفر ہو جاتا ہے اور وہ اس عظیم مذہب کو جو نوع انسانی کو خدا پرستی کے ذریعہ اصلی مقصد تخلیق انسانی کے مطابق پر امن زندگی بسر کرنے کا درس دینے آیا تھا اس کو فتنہ و فساد کی جڑ، حصول اقتدار مادّی کا ذریعہ، ملک گیری اور حکومت کا نظام سمجھنے لگتا ہے۔

ایسا کیوں ہوتا ہے ؟

یہ سب وہ اہم سوال جس کا جواب پیش نظر کتاب کا مطالعہ دے گا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر معلم اسلام اور واقف رموز خلقت



maablib.org

کو اسلام سمجھتی رہے جو یہ پیش کریں۔

بے شک اصحاب ثلاثہ اسلام حقیقی کو بالکل توفیق کر سکے
مگر ہوا و ہوس کے جابرانہ نظام کو اسلام کا نام دے کر رائج کرنے
میں ضرور کامیاب ہو گئے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اسلام
ہی کائنات میں ایک ایسا مذہب ہے جو اگر اپنے اصلی خد و خال
میں دنیا کے سامنے آتا تو ہر شخص مشرف بہ اسلام ہو کر امن و سکون
کی زندگی بسر کر سکتا۔ مگر بد قسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔

آج جبکہ مستبدان دنیا کا ہر صاحب عقل و ہوش تلاش امن میں
سرگرداں ہے تو ضرورت ہے اور شدید ضرورت ہے کہ صحیح،
تعلیمات اسلامی پیش کرنے سے قبل ان شخصیتوں کی نقاب کشائی
کر دی جائے جنہوں نے تعلیمات اسلامی میں آمیزش کر کے نورع
انسانی پر ظلم عظیم کیا ہے اور جن کی سرگرمیوں کی وجہ سے پیغام امن
و سلامتی پیام جنگ و جدال معلوم ہونے لگا۔

یہ تھادہ بلند مقصد جس کے حصول کے پیش نظر کتاب کی ترتیب
دی گئی ہے اور بس۔

آخر کلام میں یہ واضح کر دینا ضروری ہے میرا مقصد
کسی فرقہ یا فرد کی دل آزاری یا افتراق بین المسلمین کی خلیج کو وسیع
کرنا نہیں ہے بلکہ میری تمنا ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ دنیا کا ہر انسان
ایک مرکز پر پہنچ کر "بیوا اور یتیم دو" کے نظریہ پر متحد ہو جائے۔

کتابیات

نام
موضوع

اصحاب ثلاثہ

حالات ابو بکر بن ابی قحافہ، عمر ابن خطاب
عثمان ابن عفان

سید حافظ علی صابر الرضوی

مؤلف

طبع بار اول

پانچ سو (۵۰۰)

سن طباعت

۱۳۵۵ھ

مطبع

نظامی پریس و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ناشر

ادارہ تحفظ حسینیت لکھنؤ

قیمت مجلد

دو روپے چالیس پیسے

آئندہ آنے والی کتابیں

- ۱۔ "چودہ آفتاب" سوانح چارہ موصوفین علیہم السلام
- ۲۔ "عائشہ بنت ابوبکر بن ابی قحافہ" سوانح عائشہ بنت ابوبکر بن ابی قحافہ
- ۳۔ "ابو یزید" معاویہ ابن ابی سفیان کے حالات زندگی
- ۴۔ "روح عبادت" یہ کتاب گمراہ کن کتاب رشید ابن رشید کا جواب ہے
- ۵۔ "خورتوں کے پڑھنے کے دس مسودے" غور توں کے پڑھنے کے دس مسودے
- ۶۔ "مؤلفہ فرقت کاظمی جسرولی" مؤلفہ فرقت کاظمی جسرولی
- ۷۔ "کتاب نمبر الغایت ۳" سید حافظ علی صابر کی تالیف ہے

سلسلہ مطبوعات ادارہ تحفظ حسینیت نمبر ۲۹
اہلسنت کی معتبر کتابوں سے
صرف شیوہ حضرات کیلئے



پہلی جلد

حالات ابوبکر ابن قحطاف

مؤلف

ناشر

سید حافظ علی صابر

ادارہ تحفظ حسینیت لکھنؤ

وضوی

(قیمت ۱۰ روپے)

نمبر ۳



maablib.org

مسلمانوں کے خلیفہؑ اول

ابوبکر ابن قحافہ

نام و نسب مشہور ہے کہ کفار قریش کی ایک شاخ بنو تمیم کے ایک بزاز "عثمان" بن کنیت ابوقحافہ تھی ابوبکر کے باپ تھے۔ ابوبکر عالم کفر میں عبدالکعبہ کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد عبداللہ نام اختیار کیا۔ لیکن اپنی کنیت ابوبکر سے مشہور ہوئے۔

مصر کے مشہور مصنف محمد حسین کی (عربی) کتاب کے مترجم محمد احمد پانی پتی نے کتاب "ابوبکر" مطبوعہ نقوش پریس لاہور کے صفحہ ۱ پر لکھا ہے کہ ان کی کنیت ابوبکر کیسے پڑی۔ وہ لکھتے ہیں

"مورخین نے اس کنیت سے مشہور ہونے کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ عربی میں "بکر" جو ان اونٹ کو کہتے ہیں۔ چونکہ انھیں اونٹوں کی غور و پرداخت سے بہت دلچسپی تھی اور ان کے علاج و معالجے میں بہت واقفیت رکھتے تھے اس لئے لوگوں نے انھیں "ابوبکر" کہنا شروع کیا جس کے معنی ہیں "اونٹ کا باپ"

غالباً اسی مناسبت سے "اونٹ کے باپ" کی بیٹی عائشہ جنگ جمل میں علی ابن ابی طالب کے مقابلہ میں اونٹ پر سوار ہو کر آئی تھیں۔

پیدائش انتہائی افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ حضرات اہلسنت اپنے کسی رہنما کی تاریخ پیدائش دہوں

ہیں بتا سکتے اور یہ شرمناک لاپرواہی اس وقت تکلیف دہ مدامت بن جاتی ہے جب کوئی غیر مسلم اس قسم کا سوال کر بیٹھتا ہے۔ بہر حال ابو بکر کی تاریخ پیدائش پاسن بتانے سے کتب تاریخ و سیرقا صریحہ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر سن میں آں حضرت سے کافی بڑے تھے۔ یہ بات بخاری کی حسب ذیل روایت سے معلوم ہوتی ہے ملاحظہ ہو

"رسول خدا مدینہ سے روانہ ہوئے تو اونٹنی پر ابو بکر آگے سوار تھے۔ ابو بکر چونکہ بڑھے تھے اس لئے لوگ ان کو پہچانتے تھے آں حضرت کو کم سنی کی وجہ سے کم پہچانتے تھے" بخاری باب الہجرت امام ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "معارف" میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ابو بکر عمر میں رسول خدا سے کافی بڑے تھے۔ مگر اہلسنت ابو بکر کو آں حضرت کی عمر کے برابر ثابت کرنے کے لئے بلاوجہ آں حضرت سے چھوٹا بتلاتے ہیں۔

عبدالرحمن بن حافظ عمر الدین نے ابو بکر کی سوانح عمری میں ص ۱۲ پر ابن قتیبہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

”بدن چھریرا، رنگ سفید زردی مائل، ماتھا آگے بڑھا ہوا
آنکھیں اندر دھنسی ہوئیں، رخسار اس قدر چمکے ہوئے کہ
رگیں ابھری معلوم ہوتی تھیں، ہاتھوں کی انگلیوں پر بال
بالکل نہ تھے۔ وارٹھی ہندی اور خضاب سے رنگی ہوئی“

محمد حسین میکمل اپنی کتاب ”ابوبکر“ میں ابتدائی

ابتدائی حالات کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

”ابوبکر کے بچپن اور جوانی کے متعلق اتنے کم واقعات تاریخوں
میں ملتے ہیں کہ ان سے نہ اس دور میں ان کی صحیح شخصیت کے
خدوخال معلوم ہوتے ہیں نہ ان کے والدین کے ناموں کے سوا
ان کے بارے میں کسی اور بات کا پتہ چلتا ہے قبول اسلام کے
وقت ان کے والد سہیات تھے لیکن تاریخ ہمیں نہیں بتاتی کہ ان
کے والد پر ان کے اسلام لانے کا کیا اثر ہوا اور یہ معلوم ہوتا ہے
کہ انھوں نے اپنے والد سے ان کی زندگی میں کیا اثر لیا“
پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

”بچپن کا زمانہ انھوں نے اپنے دوسرے ہم سن بچوں کے

ساتھ مکہ کی گلیوں میں کھیلنے میں گزارا“

میکمل ابوبکر کے پیشہ کے ذیل میں لکھتے ہیں

”ابوبکر نے بھی بڑے ہو کر کپڑے کی تجارت شروع کی جس میں
انھوں نے غیر معمولی فساد حاصل کیا اور ان کا شمار مکہ کے

۶
کے بڑے تاجروں میں ہونے لگا۔

(ابوبکر صدیق ۳۳ھ ۶۵ھ مصنفہ محمد حسین مہیکل مترجمہ محمد احمد پانی پتی)

عمر ابن خطاب کہتے ہیں کہ ابوبکر قبل قبول اسلام ابوبکر کا نائب

کیا تھا تاریخ اس باب میں خاموش

بت پرست تھے

ہے بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ

ابوبکر نوحد نہ تھے اور بت پرستی کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں علامہ قسطلانی نے بخاری کی شرح میں حسب ذیل روایت لکھی ہے۔

”ایک دن ہما جوین و انصار آں حضرت کے پاس جمع تھے۔

ابوبکر نے آپ کی زندگی کی قسم کھا کر کہا کہ میں نے بت کو کبھی

سجدہ نہیں کیا۔ عمر ابن خطاب اس بات کو سن کر جوش

میں آگئے اور کہنے لگے تم رسول خدا کی زندگی کی قسم کھا کر

کہتے ہو حالانکہ تم نے زمانہ جاہلیت میں اتنے برس بت پرستی کی

ابوبکر نے اس کے جواب میں کہا کہ ایک روز میرا باپ ابوقحافہ

میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان میں لے گیا جس میں بت رکھے ہوئے

تھے اور مجھ کو حکم دیا کہ سجدہ کرو۔“

ابوبکر اور شبرا

شرف اسلام سے مشرف ہوئے

بعد بھی جن مسلمانوں نے شراب نوشی

جاری رکھی انھوں نے یقیناً دامن کو داغ دار بنایا اور اس جسم عظیم

کی سنگینی اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب کتب تاریخ و سیرالسیعہ افرا

کی شراب نوشی کی داستانیں سناتی ہیں جنہوں نے قیادت اسلامی
کا بیڑہ اٹھایا تھا چنانچہ ابوبکر کے متعلق علامہ حجر عسقلانی نے قبول کیا
ہے کہ ابوبکر نے اسلام لانے کے بعد بھی شراب نوشی جاری رکھی
ملاحظہ ہو فتح الباری فی شرح صحیح بخاری و نوادر الاصول —

ابوبکر کیوں کر مسلمان ہوئے ؟

ابوبکر کا ہمنوں کے کہنے سے اس سوال کا جواب شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی کی کتاب "ازالۃ الخفا"

مسلمان ہوئے

مطبوعہ بریلی ص ۵۸۵ کی ان دو روایتوں سے مل جاتا ہے جن

میں اس کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے کہ ابوبکر نے شام میں کاہنوں سے فروغ

اسلام کا حال سنا اور انھوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ مذہب عنقیب

ترقی کرے گا جس کی بناء پر وہ مسلمان ہو گئے۔ تفصیلات معلوم کرنے

کے لئے ازالۃ الخفا کا مطالعہ کیجئے۔

سب سے پہلے کون اسلام لایا ؟

ابوبکر سابق الاسلام نہ تھے اس کی تفصیل علامہ شریانی نے

"سیر النبی" میں فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں

"یہ لوگ حضرت خدیجہ آپ کی حرم محترمہ تھیں، حضرت علیؑ

تھے جو آپ کی آغوش تربیت میں پلے تھے، زید تھے جو آپ کے

آزاد کردہ غلام اور بندہ خاص تھے، حضرت ابوبکر تھے جو

برہمنوں سے فیضیاب خدمت تھے۔۔۔ سب سے پہلے

آپ نے حضرت خدیجہ کو پیغام سنایا وہ سننے سے پہلے
ہی مومن تھیں۔ پھر اور بزرگوں کی باری آئی اور وہ سب ہمہ تن
اعتقاد تھے۔“

علامہ شبلی نے کتب و تاریخ و حدیث کی بے انتہا ورق گردانی کے بعد
جو نتیجہ نکالا ہے وہ ابو بکر کو زیادہ سے زیادہ ”چوتھا“ مسلمان ثابت کرتا
ہے نہ کہ پہلا۔

ابو بکر سے قبل چاس سے زیادہ مسلمان
درحقیقت ابو بکر نے
کتنے آدمیوں کے بعد
اسلام قبول کیا یہ معلوم کرنے کیلئے تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۱۵ طبع مصر
کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ کیجئے۔

”محمد بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ آپ
لوگوں میں ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے تو انھوں نے
کہا نہیں ان سے قبل چاس آدمیوں سے زیادہ اسلام
لا چکے تھے۔“

طبری کے اس واضح اور غیر مبہم بیان کے بعد بھی امام اہلسنت مولوی
عبد الشکور پٹانالوی اپنی کتاب ”خلفائے راشدین“ ص ۲ پر مصر ہیں کہ
ابو بکر سابق الاسلام تھے۔ لکھتے ہیں

”ابو بکر رسول خدا کے مبعوث ہوتے ہی سب سے پہلے
اسلام لائے۔“

امام اہلسنت نے لکھنے کو تو لکھ دیا مگر جب ان کو اپنے دعوے کے ثبوت میں کھوڑا سا بھی مواد نہ ملا تو اسی کتاب کے ص ۲ پر حاشیہ میں اسلام لانے والوں کی حسب ذیل تقسیم قبول کر کے اپنی بات نبھائی۔ ملاحظہ ہو۔

”بعض روایات میں حضرت خدیجہ کو بعض روایات میں حضرت علیؑ کو اور بعض روایات میں زید بن حارثہ کو اول الاسلام بیان کیا گیا ہے بعض علما نے لکھا ہے کہ عورتوں میں سے پہلے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علیؑ غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ اور آزادوں میں حضرت صدیق“

درحقیقت یہ تقسیم ہی اصل دعوے کو باطل کر دیتی ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ شکور صاحب نے اسی حاشیہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک اہم فیصلہ لکھ کر ابو بکر کے اسلام کی رہی سہی اہمیت اور بھی کم کر دی۔ لکھتے ہیں

”حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے ”ازالۃ الخفاء“ میں اس جگہ ایک لطیف نکتہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایسا اسلام محض اس لئے فضیلت ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا ہوگا اسے رسول مقبول کے مصائب میں زیادہ شرکت کا موقع ملا ہوگا، دستیر خلفائے راشدین صلی اللہ علیہ وسلم

سُرور کاٹنا مہنا کی زد میں کہ اولیت اسلام محض اس لیے
 ابو بکر کفار قریش کی امان میں شرف ہے کہ اس شخص نے زیادہ سے
 کئے ہوں گے دانشوروں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ کتب تاریخ و سیر میں
 تلاش کریں کہ قبل ہجرت مسلمان ہونے والوں میں سے کن کن انصار
 اُن حضرات کے ساتھ کتنے مصائب برداشت کئے
 جب اس نقطہ نگاہ سے کتب تاریخ و سیر کا مطالعہ کیا جاتا ہے
 تو معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت اُن حضرات اور آپ کے بعض مخلص صحابی
 کفار قریش کے مظالم کا نشانہ بنے ہوئے تھے تو اس وقت ابو بکر سکون
 و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہی انہیں بلکہ وہ کفار قریش کی
 امان میں تھے۔ خود امام اہلسنت عبدالشکور اس حقیقت کو نہ چھپا
 سکے۔ لکھتے ہیں

”حضرت صدیق باجارت بنو یحیٰ بجان حبش ہجرت کی نیت سے
 روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ابن الدغنه کا فرزند جو قریش ملا
 اور وہ باصرہ واپس لایا اور وہ سائے قریش سے کہا۔
 میں ان کو امان دے کر واپس لایا ہوں کوئی ان سے مزاحمت
 نہ کرتا سب کافروں نے ابن الدغنه کی امان کو منظور کر لیا“
 (خلفائے راشدین مولفہ عبدالشکور ص ۳۳ ص ۳۵)

بہارِ نبوی

پھر حال یہ حقیقت تو واضح ہی ہو گئی کہ ابو بکر نے وہ مصائب نہیں
 برداشت کئے جو ان حضرت، بنی ہاشم اور بعض مخلص اصحاب کو
 برداشت کرنا پڑے بلکہ ان کو امان حاصل تھی۔ لہذا ابو جہل فہم
 شاہ صاحب اس اعتبار سے بھی اولیت اسلام کی فضیلت ثابت نہ کی
 جناب سرور کائنات ۱۴ اور ابو بکر دونوں کے ساتھ
 ملحق کر یہ کفار قریش کے طرز عمل کا واضح فرق تصویر کے
 دونوں رخ پیش کر دیتا ہے جو اہل دانش کیلئے لمحہ فکریہ پیدا کر دیتا ہے
 اور یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ابو بکر و دوسرا
 کردار ادا کر رہے ہوں۔ ایک طرف تو جناب ختمی مرتبت سے عشق و
 عقیدت کا اظہار کر کے برائے حصول راز نقیب سے حاصل کرنا چاہتے
 ہوں۔ اور دوسری طرف ان حضرت کے حرکات و سکنات سے کفار
 قریش کو باخبر کرتے رہتے ہوں۔

اہل دانش کا یہ تصور سورہ منافقون کی حسب ذیل آیات کی
 غلامت کر کے راسخ عقیدہ بن جاتا ہے۔

”اے رسول! جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم
 تسلیم کرتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا جانتا ہے کہ
 آپ یقینی خدا کے رسول ہیں۔ مگر خدا شاہد ہے کہ یہ لوگ
 ضرور جھوٹے ہیں ان لوگوں نے اپنی قسموں کو سپرینا
 رکھا ہے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں

بے شک یہ لوگ جو کام کرتے ہیں برے ہیں۔ اس سبب سے
 کہ ظاہر میں ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر گویا
 ہر لگا دی گئی ہے تو یہ اب سمجھتے ہی نہیں۔ اسے رسولؐ
 ہی لوگ آپ کے دشمن ہیں آپ ان سے بچے رہئے، ^{معاذ اللہ}

عجب نہیں کہ ابو بکر اپنے اس دوہرے کردار کا دم
 ضمیر کی آواز سے کبھی کبھی پریشان ہو جاتے ہوں اور اسی پریشانی

کے عالم میں ان کا ضمیر لا شعوری طور پر رسولؐ اسلام سے سوال کر بیٹھتا ہو

ابو بکرؓ کیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں؟

رسولؐ خدا۔ ہوا لیکن میرے بعد نہ معلوم تم لوگ کیا کیا کر دے گے
 ایک جگہ یوں ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ نہ معلوم تم لوگ میرے
 بعد کیا کیا احداث کر دے گے۔

(جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

مخالف ہی نہیں بلکہ مشرک بھی جب وہ رواں جہادہ تحقیق و تجسس
 آگے بڑھتے ہیں تو ان کی ہیرت کی

کوئی انتہا نہیں رہتی اس لئے کہ جس کو سابق الاسلام مشہور کیا گیا تھا وہ
 زبان وحی ترجمان مشرک ٹھہرتا ہے۔ ملاحظہ ہو

جناب ختمی مرتبتؒ نے ابو بکرؓ سے فرمایا تم لوگوں میں مشرک چھوٹی
 کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا مشرک تو
 وہ ہے کہ جو خدا کے سوا دوسرے کی پرستش کرے تو اُن حضرت

نے غضبناک ہو کر فرمایا تیری ماں میرے ماتم میں بیٹھے تم لوگوں
میں شرک چھوٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے (ازالہ انہما)
ابوبکر کے شرک کا اعلان وہ کر رہا ہے جس نے قرآن مجید کا یہ اعلان سنایا
تھا کہ ”شرک پر جنت حرام ہے“

ابوبکر اور شیطان
اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ نے
توقیامت ہی کر دی کہتے ہیں
”ایمان ابوبکر و ایمان شیطان ایک ہے“

تاریخ بغداد و مولفہ ابن جریر
اسلام اور ایمان ابوبکر کی حقیقت
معلوم ہو جانے کے بعد یہ چیز کتنی
مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے کہ ابوبکر ”صدیق“ کے عظیم لقب سے یاد کئے
جائیں۔ دو اصل اس عظیم لقب کا حامل کون ہے اور سارق کون ہے
یہ معلوم کرنے کیلئے صحیح بخاری، فتح البیان، فتح الغدیر شوکانی اور
تفسیر درمنثور کا مطالعہ کیجئے

”۱۔ آن حضرت نے فرمایا کہ تین بزرگ دنیا میں ”صدیق“
گذرے ہیں پہلے ”حرقل مومن آل فرعون“ جنہوں نے حضرت
موسیٰ کی نبوت کی گواہی دی دوسرے حبیب بنہار مومن آل لہی
جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی نبوت کی گواہی دی تیسرے سبک
انفل علی ابن ابی طالب جنہوں نے میری نبوت کی گواہی دی“

۲۔ صاحب ریاض النظرۃ لکھتے ہیں کہ اُن حضرت نے حضرت علیؑ کا نام "صدیق رکھنا تھا۔

۳۔ عبادہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا "میں خدا کا بندہ ہوں، خدا کے رسول کا بھائی، اور میں صدیق اکبر ہوں۔ یہ بات میرے سوا کوئی کہہ نہیں سکتا۔ جھوٹا میں نے ظہور اسلام سے سات برس پہلے نماز پڑھی۔

ابوبکر تعاقب رسولؐ میں اسلام کے تیرھویں سال اُن حضرت نے بحکم الہی قصد حجت فرمایا۔

اور انشائے راز کے خوف سے سوائے حضرت علیؑ کے تمام مسلمانوں نے اپنا ارادہ پوشیدہ رکھا۔ شبِ ہجرت سخت تاکید فرمادیا کہ آج کی رات کوئی مسلمان اپنے گھر سے نہ نکلے۔ لیکن ابوبکر نے اُن حضرت کے اس تاکید اور سخت حکم کی تعمیل نہ کی یہ اپنے گھر سے نکل کر بیت نبویؐ پر پہنچے۔ وہاں کفار قریش کو محاصرہ کئے ہوئے دیکھا۔ محبت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ محاصرین کو دفع کرنے کی تدبیر کرتے مگر بجائے اس کے اُن حضرت کی تلاش شروع کر دی۔

ابوبکر رسول مقبول کو ابوبکر نے ابوبکر کو کاف سے چھجا

راستہ پر جانے جس طرف اُن حضرت تشریف لے گئے تھے علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور جلد دوم ص ۲۲ پر لکھا ہے۔

”ابن مردودہ اور ابو نعیم نے ”دلائل النبوة“ میں لکھا ہے کہ اس حضرت صلعم شب کو مکان سے باہر نکلے اور قریب غار ثور پہنچے تو آپ کے پیچھے ابو بکر بھی آ رہے تھے۔ جب حضرت نے ان کی آہٹ سنی تو خوف ہوا کہ کوئی (کافر) پکڑنے والا نہ ہو۔ ابو بکر نے کھنکھارنا تو حضرت نے پہچان لیا۔

تاریخ طبری، مطبوعہ مصر ص ۲۲۱ کی عبارت بھی ملاحظہ ہو۔
 ”اس حضرت کو اپنے تعاقب میں ان کے (ابو بکر) کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو اس حضرت نے ان کو مشرک سمجھ کر تیز چلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ نعلین کے آگے کا تسمہ ٹوٹ گیا اور حضرت کا انگوٹھا شکافتہ ہو گیا جس سے بہت خون بہا۔“

طبری اور درمنثور کے علاوہ اہلسنت کی دوسری

قول رسول حقیقت ہوتا

کتابوں میں بھی اسی قسم کی عبارتیں موجود ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ اس حضرت نے ابو بکر کو دشمن، مشرک اور کافر سمجھا۔ یہاں پر یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر یا نبی ہمارے جیسے غلطی اور جاہل نہیں ہوتے کہ وہ صرف غلط اندازے، قیاس یا شبہ کی بنیاد پر کوئی بات کہہ دیں۔ وہ غلط اندازے، قیاس اور شبہ سے بری ہوتے ہیں، خصوصاً افضل انبیاء و حضرت محمد مصطفیٰ صلعم

جو یقین میں بھی حق الیقین کی منزل پر فائز تھے۔ جو دلائل
علوم خفیہ و جلی تھے لہذا آپ کے ذہن مبارک میں بہت
آگے کا یا زبان وحی ترجمان سے جو جملہ نکلے گا وہ حقیقت
ہوگا۔

غار ثور میں ابو بکر کے رُز کا سبب
خوف تھا یا مصلحت

آنحضرت نے انفل
راز کے خوف سے ابو بکر
واپس کر دینے کے بجائے

اپنے ساتھ رکھنا قرین مصلحت سمجھا اور اپنے ساتھ غار ثور میں لے
چلے گئے۔ لیکن غار ثور میں پہنچ کر ابو بکر نے رونا شروع کیا چنانچہ
ترمذی، ابی ہاشم، اذالہ، انخفا وغیرہ میں ان کے گریہ کا تفصیلی تذکرہ
موجود ہے۔ سر دست تفسیر درمنثور کی عبارت ملاحظہ ہو
"کفار قریش نے اس حضرت کی تلاش کیلئے ایک قیاف
شناس (جاسوس) کو روانہ کیا۔ وہ غار ثور پر آکر ٹھہر گیا
اور غار پر ایک درخت دیکھا اس کے نیچے اس نے پیشاب کیا
اور کہا کہ یہاں سے آگے نہیں گئے ہیں۔ اس وقت ابو بکر
روئے لگے آنحضرت نے فرمایا چپ رہو اللہ ہمارے
ساتھ ہے۔"

(تفسیر درمنثور جلد دوم ص ۱۲۴)

ابو بکر کے اسلام و ایمان اور دوسرے کردار کا جن لوگوں نے مطالعہ
کیا ہے ان کا خیال ہے کہ غار ثور میں ابو بکر کا گریہ صرف اس لئے تھا

کہ تیافہ شناس اگر آں حضرت کے وجود کو آثار کے ذریعہ
ذیابے کے توان کے گریہ کی آواز سے مستوجب ہو جائے اور
کفار قریش آں حضرت کو گرفتار کر لیں۔

اس خیال کو تقویت قرآن مجید کی وہ آیات، احادیث پیغمبر اور
بعض تاریخی واقعات پہنچاتے ہیں جو عہد رسالت میں منافقین
کی گریہوں کے ترجمان ہیں۔

قبل اس کے کہ بعض ان مشہور اسلامی
ابوبکر اور جہاد و دفاعی لڑائیوں کا تذکرہ کیا جائے جو آنحضرت
کو پیش آئیں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جنگ سے فرار کرنے والوں
کیلئے قرآن مجید، احادیث پیغمبر اور جلیل علمائے اہلسنت کی
کیا رائے ہے۔

۱۔ سورہ انفال میں جنگ سے بھاگنے والوں کو جہنمی قرار
دیا گیا ہے نیز اسی قسم کی اور بھی متعدد آیات موجود ہیں
۲۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ جنگ سے بھاگنا علامت
نفاق ہے۔

۳۔ شیخ جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں اور شیخ عبدالحق
محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں لکھا ہے کہ میدان جنگ سے
فرار کرنا کفر ہے۔

•••••

جنگ بدر ہجرت کے بعد یہ پہلی جنگ تھی جو حضور کو بے لاف
دفاع لڑنا پڑی یہ جنگ رمضان ۲ھ میں واقع ہوئی اس جنگ
میں اگرچہ ابو بکر بھی ہر کام رسالت تھے۔ لیکن کتب تاریخ و سیر
ان کا کوئی جنگی کارنامہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ عبداللہ
یا مالوی نے سیر خلفائے راشدین میں جو کچھ لکھا ہے اس سے
صرف اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ میدان جنگ سے کافی
دور مسطح اور محفوظ رہا ہے ملاحظہ ہو

”اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کیلئے ”عریش“
یعنی چادریں تان کر سائبان سا بنادیا گیا تھا حضرت
صدیق اسی عریش میں رہے۔

(خلفائے راشدین ص ۳۷)

پھر آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۳۸-۳۹ پر کتاب استواء کے
حوالہ سے ایک ایسا انکشاف فرمایا ہے جو ابو بکر کے سابقہ کردار کی وجہ
سے قارئین کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ان کو شک کی نگاہ سے دیکھیں۔
شکور صاحب نے لکھا ہے کہ جب عبدالرحمن بن ابوبکر کفار قریش
کی طرف سے میدان جنگ میں آیا تو یہ فوراً اپنے فرزند کے مقابلہ
کیسے نکل کھڑے ہوئے۔ مگر اتفاق یہ ہوا کہ باپ کے دار کی زد
سے بیٹا صاف نکل گیا۔

قابل غور یہ بات ہے کہ ابو بکر نکلے بھی تو اپنے بیٹے کے مقابلہ کو

اور تہنجانج کر نکلی گیا۔ ممکن تھا کہ عبدالرحمن کے مقابلہ کیلئے کوئی اور
جہاد نکلتا تو عبدالرحمن زندہ پنج کر نہ جانے پاتا۔

یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے کہ اگر دل میں
چور کی وارڈھی کا شینکا کوئی کھوٹ ہوتی ہے تو ضمیر ٹھوکے
دیا کرتا ہے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر انسان اپنے عمل پر شک کرتا
رہتا ہے۔ غالباً یہی نفسیاتی وجہ تھی کہ جب آں حضرت نے شہدائے
بدر کی لاشوں کو جمع کر کے نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا۔

"میں ان کے ایمان پر گواہ ہوں۔ تو ابو بکر نے پوچھا
کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ تو آں حضرت نے فرمایا
نہ معلوم تم لوگ میرے بعد کیا کیا احداث کرو گے۔ یہ سن
ابو بکر بہت روئے اور کہا آہ آپ کے بعد مجھ سے ایسے افغان
سردہ ہوں گے۔

(کتاب المغاری الواقدی)

چونکہ تبلیغ اسلام کے ابتدائی
دور میں کفار قریش کے ایک جبر

سیران بدر کی سفارش

احسان کا بدلہ احسان ابن الدغنی نے ابو بکر کو کفار قریش

کے مظالم سے نجات دلادی تھی۔ اس لئے جنگ بدر میں شکست کھانے

کے بعد کفار قریش صرف ابو بکر ہی کے ذریعہ اسیران بدر کے ساتھ نرمی

کاسلوک کرنے کی درخواست کر سکتے تھے چنانچہ محمد حسین مکیل لکھتے ہیں

” (کفار قریش کو) اپنے آپ کو مسلمانوں کی سختیوں سے بچانے
کی کوئی تدبیر اس کے سوا سمجھ میں نہ آئی کہ وہ ابو بکرؓ کے
کی التجا کریں چنانچہ قریش نے انھیں بلایا اور کہا

”اے ابو بکر تم جانتے ہو کہ ہم قیدیوں میں سے کوئی تم کو لوگوں
کا باپ ہے کوئی بھائی کوئی چچا کوئی ماموں۔ اب اگر ہم تم سے
کرو گے یا ایذا پہنچاؤ گے تو اپنے قریب رشتہ داروں ہی کو قتل
کرو گے یا ایذا پہنچاؤ گے ہم رشتہ داری کا واسطہ دے کر تم
التجا کرتے ہیں کہ تم مجھ سے کہہ کر ہماری جاں بخشی کر ادو وہ ہم
حسان کر کے ہمیں رہا کر دیں یا فدیہ لے کر چھوڑ دیں۔
ابو بکر نے وعدہ کر لیا وہ ان کی بھالائی کی ضرورت کوئی تدبیر کر گیا
ابو بکر مصنف محمد حسین مہیکل مترجمہ محمد احمد پانی پتی ص ۵۴

ابتدائی دور میں جن حالات میں کفار نے ابو بکر کو امان دے رکھی تھی
ان کے متعلق جو شبہات پیدا ہوئے تھے وہ ابو بکر کی جوابی سفارش
کے بعد ”یقین“ بن جاتے تھے۔

جنگ اُحد
شوال ۳ھ میں جنگ اُحد واقع ہوئی۔
اس جنگ کے سلسلہ میں ابو بکر کے واسطے کہ
تاریخ دسیر میں جو مواد ملتا ہے وہ انتہائی عبرت ناک ہے یہ واقعہ کہ
اگر مشیت الہی اور حضرت علی ابن ابی طالبؓ جیسی شجاع اور دانا
فوت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اس جنگ میں ابو بکر اور ان کے ہمراہ

اصحاب کی حکمت عملی آن حضرت کو شہید کر ادیتی رہی۔
جنگ احد میں ابو بکر اور ان کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا ہے اس کو
قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

”اس وقت کو یاد کرو جب موت کے ڈر سے ابھرا گئے
پیارے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمہارے پیچھے
کھڑے تم کو بلارہے تھے مگر تم ٹر کر کسی کو بھی نہیں دیکھتے تھے“
(قرآن مجید)

علامہ جلال الدین سیوطی صاحب تفسیر درمنثور کہتے ہیں یہ
آیات جنگ احد کے واقعات سرار کی ترجمان ہیں اور وہ اس
سلسلہ میں اقوال عمر ابن خطاب بھی نقل کرتے ہیں (جن کو عمر ابن خطاب
کے حالات کے ذیل میں درج کیا جائے گا)
امام داقدی نے تاریخ کامل کے ص ۲۳۴ پر لکھا ہے۔

”مسلمان مشرکین کی ان سرگرمیوں کے سامنے نہ ہرکے
اور بھاگے کسی نے پیار کا راستہ لیا کسی نے جنگل کی
راہ لی۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوج کی
یہ حالت دیکھ کر سخت متروک ہوئے اور ان پست ہمتوں
کو اطمینان دلانے کی غرض سے پکارنے لگے الایہ فسلام
الایہ فسلام، انا رسول اللہ مگر کوئی شخص آن حضرت کی
طرت شنوائی نہ ہوا۔ (ترجمہ کامل داقدی طبع لکھنؤ ص ۲۳۴)

تاریخ خمیس نے واقعات سرار کو خود ابو بکر کی زبانی نقل کیا ہے
ملاحظہ ہو

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ابو بکر میرے باپ جنگ
احد کو یاد کر کے بہ شدت روتے تھے میں نے روتے کا
سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں احد کے دن مفرد ہوا تھا
(تاریخ خمیس ص ۴۲۱)

جنگ احد سے سرار کی دھچپ مگر عبرت انگیز داستان تقرباً
سب ہی جلیل القدر علمائے اہلسنت نے دہرائی ہے لہذا تفصیلی
معلومات کیلئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

سرار کے بعد مراجعت پر فخر میدان جنگ سے سرار
کے بجائے یہ بات مقام فضیلت میں پیش کرنا کہ کون کتنی جلد واپس
آگیا حیرت انگیز ہے چنانچہ علامہ حسین دیار بکری نے تاریخ خمیس
میں مفردین میں سب سے پہلے واپس آنے والا ابو بکر کو سرار دیا ہے
اور اس سلسلہ میں خود ابو بکر کا قول نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں

حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ روز احد رسول خدا کو چھوڑ
کر سب بھاگ گئے تو وقت مراجعت سب سے اول میں آیا

(تاریخ خمیس ص ۴۲۱ طبع مصر)
مصری محقق محمد حسین ہیکل سرار ابو بکر کے تذکرہ سے باہر خود

کشتش کے فرار نہ کر کے چنانچہ موصوف انتہائی احتیاط کیساتھ لکھتے ہیں
 "سلمان عارضی انتشار کے بعد پھر مجتمع ہو گئے۔ اس
 دن ابو بکر نے بھی بہادری کا مظاہرہ کرنے میں دوسروں
 سے کم حصہ نہ لیا" (ابو بکر ترجمہ محمد احمد پانی پتی ص ۵۶)
 "فرار" کے بجائے لفظ "انتشار" کا استعمال اوردہ بھی "عارضی انتشار"
 اچھی پردہ پوشی ہے۔ یہ ترکیب متقدمین کی سمجھ میں بھی نہ آئی۔
 لیکن اس کے بعد والا جملہ (اس دن ابو بکر نے بھی — الخ) لکھ
 کر ہیکل صاحب نے یہ بات صاف کر دی کہ اس دن سے پہلے
 ہمیشہ ابو بکر نے بزدلی دکھائی تھی۔ یا ممکن ہے یوم احد بہادری
 کا مطلب بھاگنے کے بعد واپس آجانا ہی قرار پایا ہو۔

شاہ عبدالحق محدث
 مراجعت کرنیوالوں میں سابق نہ تھے دہلوی نے انتہائی
 تحقیق کے بعد "درارج النبوة" میں سب سے پہلے واپس آنے والے
 جن چار اصحاب کے نام درج کئے ہیں ان میں ابو بکر کا نام نہیں ہے
 لہذا بھاگنے کے بعد سب سے پہلے واپس آجانے کی فضیلت
 بھی رخصت ہو گئی۔

جنگ خندق ذی القعدہ میں واقع ہوئی
 جنگ خندق چونکہ اس جنگ میں اسلام کی مخالف تمام
 قوتیں متحدہ محاذ بنا کر مقابلہ کیلئے آئیں تھیں اس لئے اس جنگ

کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں۔

اس جنگ میں ابو بکر پھلی لڑائیوں کے مقابلہ میں بالکل مخفی رہے
کتب تاریخ و سیر کے گہرے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس جنگ
میں یہ اپنے خیمہ سے باہر تک نہیں نکلے غالباً یہی وجہ ہے محمد حسین مکی
نے ان کی جو ضخیم سوانح عمری لکھی ہے اس میں جنگ خندق کا نام تک
نہیں لیا ہے۔

اسی طرح امام اہلسنت مولوی عبدالشکور نے بھی کتاب
”خلفائے راشدین“ میں ”غزوہ خندق و خیبر“ کی سرخی قائم کر کے
جنگ خندق کے ذیل میں مندرجہ ذیل جملہ سے زیادہ نہیں لکھا ہے
امام اہلسنت لکھتے ہیں۔

”غزوہ خندق میں خندق کے ایک جانب حفاظت حضرت
صدیق کے سپرد تھی اور اس طرف سے کوئی کافر عبور
نہیں کرنے پایا“ (خلفائے راشدین ص ۱۱۱)

امام اہلسنت نے جو کچھ لکھا ہے وہ ان کا خیال ہے اس لئے
کہ کتب تاریخ و سیر و حدیث ان کے دعوے کی تائید کے بجائے روک تھام
نظر آتی ہیں۔ صحیح مسلم اور تفسیر درمنثور جلد پنجم ص ۱۰۵ ملاحظہ ہو۔
”پس جبکہ رسول خدا کو کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو جناب
رسول خدا نے خاص کر ابو بکر سے فرمایا (مگر) ابو بکر نے
جواب دیا خدا اور خدا کا رسول مجھ کو معاف کرے (یہ سن کر

عظناک ہو کر) سرکارِ دو عالم نے فرمایا اگر تو چاہتا تو جاسکتا تھا“
یہ واضح رہے کہ ابو بکر اور آلِ حضرتؐ کی یہ گفتگو میدان میں جانے
سے متعلق نہیں ہے بلکہ صرف دشمن کی سرگرمیوں کی خبر لانے سے متعلق ہے
تمام محدثین و مورخین اہلسنت کا اتفاق ہے کہ لشکرِ اسلام پر خون
رہیم اضطراب و التهاب اور خموشی و لپست بہمتی طاری تھی وہ سب کے
سب رسولؐ کے گرد ایک خیمہ میں دیکے بیٹھے رہے۔۔۔ رسولؐ نے
دشمن کے لشکر کی سرگرمیوں کی اطلاع یہم پہنچانے کیلئے اصحابؓ کے کہا
تو کوئی راضی نہ ہوا اور جب خاص طور پر ابو بکرؓ کو مخاطب کیا تو انھوں
نے سنانی مانگ لی۔ ان حالات میں ابو بکرؓ خندق پر پہرہ دیں کچھ میں
آنے والی بات نہیں۔۔۔ قابل غور تو یہ بات ہے کہ ابو بکرؓ کی اس
دف کی حالت ہوگی جب عمر ابن عبدود خیمہ رسولؐ میں نیزہ چھو کر
سارے طلبی کر رہا ہوگا۔

۴۔ میں اس حضرت بقصد عمرہ مکہ کیلئے
صلح حدیبیہ اور ابو بکرؓ روانہ ہوئے دیگر اصحاب کے ساتھ
ابو بکرؓ بھی ہوئے جب مقام حدیبیہ پر آلِ حضرتؐ نطلع ہوئے کہ کفار
نریش و رودنگہ اور ادائے عمرہ میں رکاوٹ ڈالیں گے تو آپؐ نے تمام
اصحاب سے مصلحتاً مشورہ طلب فرمایا صاحبِ مواہب الدینیہ لکھتے ہیں
کہ سب سے پہلے ابو بکرؓ بول اٹھے آپؐ عزم مکہ پر قرار رکھیے اگر کوئی ہم کو
روکے گا تو ہم لڑیں گے۔

مکن ہے کوئی دوسرا صحابی اس حضرت کو یہ مستورہ دیتا تو نہ
 آپ قبول فرمائیے مگر ابو بکر کی بہادری اور وفاداری سے آپ بخون و
 تھکے اس لئے مشیت الہی کے مطابق آپ نے صلح کو ترجیح دی۔
 کفار قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود نقضی نمایندہ بن کر آیا تھا اسے
 ایک دو پیش جمع لوگوں کو دیکھ کر جو کچھ کہا اس کو بخاری شریف کے الفاظ
 میں ملاحظہ کیجئے۔

”عروہ نے کہا اے محمد! اگر آپ قوم عرب کا استیصال کر
 دیں گے تو کیا آپ نے سنا ہے کہ کسی نے اپنا قوم کی بیعت
 کنی کی ہو اور اگر کہیں ایسی بات پڑ گئی تو میں آپ کے گرد ایسے
 ”اشواب“ اقسام قسم کے غلط ملط لوگ دیکھ رہا ہوں جو آپ کو
 چھوڑ کر بھاگ جائیں گے“

(تخرید بخاری حدیث ۸۹۷ طبع دہلی)

ابو بکر نے عروہ کا یہ کلام سن کر سخت غصہ میں جواب دیا۔

جا بھاگ! اپنے معبود لات کی شرمگاہ چوس کیا ہم ایسے
 ہیں کہ حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

تخرید بخاری حدیث ۸۹۷۔ شرح زرقانی ص ۲۱۹۔ روضۃ الاحباب ص ۲۵۱

ابو بکر سے یہ غیر ہذب اور فحش کلام سن کر عروہ نے جواب دیا۔

میں ان کی سخت کلامی کا جواب دیتا۔ لیکن ان کا ایک احسان
 میری گردن پر ہے جس کا بدلہ میں ابھی تک ادا نہیں کر سکتا

دستیر النبی جلد اول صفحہ ۳۳۱ مصنف علامہ شبلی،

ابوبکر کا لقب "سبّا" ، تاریخین کو حیرت ہوگی کہ سواد اعظم
گایاں کہتے تھے اور وہ بھی بزم رسول میں۔ مگر اس سلسلہ
میں وہ قابل معافی ہیں اس لئے کہ گایاں کہنا ان کی عادت ثانیہ
بن چکی تھی۔ اور پھر تکیہ کلام بھی تو کوئی چیز ہے۔ مثلاً

۱۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت
کا گزر ابوبکر کے گھر کی طرف سے ہوا تو دیکھا کہ اپنے
غلام کو گایاں دے رہے ہیں (صواعق مرقہ ابن حجر کی)

۲۔ اسماء بنت ابوبکر سے روایت ہے کہ ابوبکر نے حالت
احرام میں اپنے غلام کو مارا اور بیٹے کو گایاں دیں۔

صحیح بخاری از تنقید بخاری جلد دوم

۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ خلفاء میں لکھتے ہیں

کہ ابوبکر کا لقب "سبّا" تھا گایاں کہنے والا،

۴۔ بخاری کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔

عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ مسلمان

کو گایاں دینا "فسق" ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

مگر ابوبکرؓ صاحبزادے مسلمان نہ ہوں جنہیں ابوبکرؓ نے گالی دی تھی۔ اور

انہیں زکوٰۃ بھی مسلمان نہ ہوں جن کو انہوں نے قتل کر لیا تھا۔

(عہ تجرید بخاری حدیث نمبر ۴۲۳)

جنگ خبیر جنگ خبیر محرم ۱۰ھ میں واقع ہوئی
 علامہ شہابی اپنے خلیفہ اول کے کارناموں کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔
 قلعہ نموص مرتب کا تخت گاہ تھا۔ اس اہم پرآں حضرت
 نے حضرت ابوبکر اور عمر کو بھیجا لیکن دونوں ناکام واپس
 آئے۔ طبری میں روایت ہے کہ جب خبیر کا قلعہ سے باہر
 آئے تو حضرت عمر کے پاؤں نہ جم سکے اور آں حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ فوج
 نے "نامردی" کی۔ لیکن فوج نے ان کی نسبت یہی شکایت
 کی۔
 دست النبی جلد ۱ ص ۳۵۶
 علامہ شہابی نے سرار کا تو اقرار کیا مگر اپنے دونوں بزرگوں ابوبکر
 اور عمر کا یکجا تذکرہ کر کے اصل واقعہ میں ابہام پیدا کرنے کی سعی کی
 ہے۔ امام شہابی نے "خصائص" میں یوں لکھا ہے۔
 ابونبیدہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے قلعہ خبیر کا محاصرہ کیا
 تو حضرت ابوبکر علم لے کر نکلے مگر بغیر فتح کے واپس آئے۔
 دوسرے دن حضرت عمر علم لے کر نکلے وہ بھی بے میل و مرام
 واپس آئے اس دن اصحاب کو شدید پریشانیاں
 لاحق ہوئیں۔
 سرار ابوبکر کے متعلق شواہد النبوت، مدارج النبوت، تاریخ طبری
 حبیب السیر اور رد وفتہ الاحباب وغیرہ میں تفصیلی واقعات ملاحظہ

کئے جاسکتے ہیں۔

شوال ۱۱ھ میں واقع ہوئی اس جنگ میں لشکر

جنگ حنین

اسلام کی کثرت اور ساند و سامان دیکھ کر ابو بکر

نے ایک ایسا پر غرور اور تکبر آمیز جملہ کہہ دیا جس کا خمیازہ تمام مسلمانوں

کو بھگتنا پڑا یہ حضرت محدث شیرازہ نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے

روایت میں آیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دشمن کے

لشکر کی صحیح تعداد معلوم کر کے اور لشکر اسلام کی موجودہ

کثرت ملاحظہ کرنے کے بعد آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ

آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے۔

(روضۃ الاحباب ص ۱۱۱)

قارئین کو یاد ہوگا کہ لشکر اسلام کو کبھی قلت کی وجہ سے شکست

ہیں ہوئی ہر جنگ میں تنہا علی ابن ابی طالب نے شکست کو فتح سے بدلا

البتہ ابو بکر اور ان کے ہم مسلک اصحاب کافر اور ضرور شکست

کا سبب بنا لیا ابوبکر کا یہ کہنا کہ "آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب

نہ ہوں گے" صرف اپنے فساد کی پردہ پوشی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے

بہر حال جنگ حنین میں بھی ابو بکر اور ان کے ہم مسلک اصحاب کے

فرار نے پورے لشکر اسلام کے پاؤں اکھار دیے زیادہ سے زیادہ

چار مجاہد میدان میں باقی رہ گئے صرف علی ابن ابی طالب تھے جنہوں

نے سابقہ لڑائیوں کی طرح اس جنگ کو فتح کر کے اسلام و رسول اسلام

کی لاج رکھی۔

جنگ حنین ابتداً جو شکست ہوئی اس کے مادی و ظاہری اسباب کے علاوہ سب سے بڑا سبب ابو بکر کا وہ پرغسہ جملہ تھا جو اوپر نقل کیا جا چکا ہے، جس کو پروردگار عالم نے پسند نہیں کیا ملا خط۔

”تم اپنی کثرت پر نازاں تھے۔ لیکن وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگی کرنے لگی۔“
”پھر تم اپنی پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔“

(قرآن مجید)

ابو بکر کی معزولی خداوند عالم نے سورہ برأت کی تبلیغ کیلئے ابو بکر کو اہل نہ سمجھا جس کی بناء پر یہ راہے پٹائے گئے۔ امام سائی نے لکھا ہے۔

حضور نے سورہ برأت دے کر ابو بکر کو روانہ کیا پھر بلوایا اور ان سے کہا اس کو کوئی دوسرا سوائے میرے اہلبیت کے نہیں لے جاسکتا یہ کہہ کر آپ نے حضرت علی کو بلوایا اور وہ سورہ اہلبیت کی تبلیغ سے معزولی کی تفصیل صحیح ترمذی، تفسیر منشاوری تفسیر درمنثور، ازالۃ الخفا، تاریخ طبری، غرض اہلسنت کی ہر تفسیر، حدیث اور تاریخ کی کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ابو بکر سید ان غدیر میں رو دیے و شہ میں حج آخر
 غدیر میں بعد اعلان خلافت امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب
 آیت الیہ اُکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی تو
 ابو بکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور رونے کا سبب یہ بتلایا کہ
 اب دین کامل ہو گیا ہے لہذا حضور اس دنیا سے اٹھ جائیں گے
 ابو بکر کا مفارقت سرور کائنات میں روزِ اہل دانش کے
 انہم سے باہر ہے اس لئے کہ اگر واقعی ابو بکر مفارقت رسول کے
 تصور سے رونے تھے تو آج سے پہلے اسی روز رو چکے ہوتے جب
 ان حضرت نے مدینہ سے روانگی کے وقت صاف صاف لفظوں میں
 بتا دیا تھا یہ حج میرا آخری حج ہے لیکن تکمیل دین کی اطلاع کے بعد
 رونے کا سبب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اعلان وصیت
 و تکمیل دین کے بعد دین میں مداخلت کا امکان ختم ہو گیا۔
 یہ خیال اس لئے بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب جلسہ غدیر کے
 بعد ابو بکر اور عمر ایگیا ہونے تو عمر نے ابو بکر کی تسکین کیلئے کہا۔
 ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم نے تو صرف مذاق کیا تھا۔
 تفصیلی واقعات کیلئے فقہ بن معاویہ کی "منائب" علامہ شہاب الدین
 ابن احمد کی "توضیح الدلائل" علامہ ابراہیم النظری کی "خصائص العلویہ"
 اور علامہ صاحب کافی کی کتاب "المنائب" کا مطالعہ ضروری ہے۔

رسول مقبول نے لعنت کی

صفحہ ۱۱۰

نے اپنی علالت کے دوران

حضرت علیؓ کے علاوہ ایک سخت تاکید حکم کے ذریعہ تمام صحابہ کو حبش اسامہ بن زید کے ساتھ باہر جانے کیلئے کہا لیکن ان کے ہم مسلک اصحاب نے تعمیل حکم رسولؐ سے روگردانی نہ کی۔

ابوبکر اور عمر اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو ان حضرت صلعم نے بلوایا اور فرمایا کہ میں نے تم لوگوں سے نہیں کہنا تھا کہ لشکر اسامہ کے ساتھ باہر چلے جاؤ۔ سب نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا تھا۔ یہ سن کر ان حضرت نے اپنے

پھر تم لوگوں نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی۔ اب میں نے کہا میں باہر گیا تھا پھر واپس آیا تاکہ آپ کے ساتھ

عہد و پیمان کو پھر تازہ کروں۔ عمرؓ نے عرض کی میں باہر گیا تھا پھر لوٹ آیا میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کی بیماری کی خبر

دوسروں کی زبان سے سنوں۔

یہ سن کر ان حضرت نے سب سے ارشاد فرمایا کہ

اسامہ کا لشکر تیار کرو اور سب کے سب ساتھ جاؤ۔

خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو حبش اسامہ سے تخلف کریں

اس واقعہ کا تذکرہ علامہ ابوبکر جوہری، علامہ ابراہیم بن عبد اللہ

شافعی، علامہ عبدالرحمن بن عبدالرسول اور دوسرے جلیل القدر
علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں بھی کیا ہے۔

قرآن مجید کی آواز خاص مصلحت کے تحت جہاد سے
روگردانی کرنے کے جرم میں ابوبکر اور ان کے ہم مسدک اصحاب کو
خداوند عالم نے انتہائی غضبناک انداز میں جھڑکا ملاحظہ ہو قرآن کی آواز
”اے اصحاب رسول جب تم سے جہاد کیلئے کہا جاتا ہے
کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو تو تم زمیں میں دھنسے جاتے ہو
اور آسخت کو چھوڑ کر دنیا کے طالب ہوتے ہو۔ اگر جہاد
پر نہ نکلو گے تو خدا تم پر سخت عذاب نازل کرے گا اور
تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دے گا۔ (قرآن مجید)
مولانا عبید اللہ امرتسری نے
از جمع المطالب جلد ۲ صفحہ ۳۳
میں امام فخر الدین راضی اور
منہ پھیر لیا

امام دارقطنی کے حوالہ سے لکھا ہے۔
ام المؤمنین عائشہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم
کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا ”میرے حبیب کو بلاؤ“
میں نے حضرت ابوبکر کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو آنحضرت
نے تکیہ سے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر تکیہ پر سر رکھ لیا۔

اور پھر فرمایا "میرے حبیب کو بلاؤ"۔

پوری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر کے بعد عمر بلائے گئے ان کو دیکھ کر پھر آپ نے منہ پھیر لیا۔ تب عائشہ نے کہا میں خوب سمجھتی ہوں یہ علی کے سوا اور کسی کو نہیں بلا رہے ہیں چنانچہ جب علی آئے تو اپنے ان کو اپنی چادر میں لے کر دیر تک راز کی باتیں کیں۔

حیرت و عبرت کی بات ہے کہ عائشہ نے مقصود رسول کو سمجھتے ہوئے بھی پہلے ہی علیؑ کو نہ بلا کر دوران مرض میں رسول کو اذیت پہنچائی دنیا کا قاعدہ ہے کہ مریض کی دل جوئی کی جاتی ہے اس کی خوشنویس بے سرو چشم پوری کی جاتی ہے مگر یہاں نہ وجہ شوہر کی خاطر شکنی کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور شوہر بھی کون محبوب خدا، افضل انبیاء، اہل حضرت اپنے بعد کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں یہ معلوم کرنے کیلئے آپ سے سوال کیا گیا اور ساتھ ہی تجویز خلافت ابو بکر پر اہل حضرت کی ناراضگی،

ساتھ ابو بکر اور عمر کا نام بھی پیش کیا گیا۔ اس تجویز پر جو رد عمل ہوا اس کو مولانا عبدالحیٰ لکھنوی نے اپنے فتاویٰ جلد اول ص ۲۵۱ میں کتاب "اکام المرہان فی احکام اہل الجان" سے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ آپ حضرت ابو بکر کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے تو آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں سمجھا کہ یہ بات

آپ کو پسند نہ آئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ حضرت عمر
 کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے تب بھی آپ نے منہ پھیر لیا۔ میں
 سمجھا کہ یہ بھی آپ حضرت کے ناگوار ہوا۔ پھر میں نے
 عرض کیا کہ آپ حضرت علیؓ کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے تو آپ نے
 فرمایا "اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت
 نہیں اگر تم لوگ اس کی بیعت کرو گے تو تم کو بہشت میں
 لے جائے گا۔"

یہ واقعہ ہے کہ اس وقت کے تمام ممتاز صحابہ اور جمہور مسلمین
 آنحضرتؐ کا رجحان سمجھتے تھے اور یہ محسوس بھی کرتے تھے کہ سوائے علیؓ ابن ابی
 طالبؓ کے آپ کسی بھی خلافت کو پسند نہ کریں گے۔ لیکن بعد وفات
 سرور کائنات ہوا کیا اب اس کو ملا خطہ کیجئے۔

ابوبکرؓ جیسے تکفین سرور کائنات سے کنارہ کش
 ہو کر حصول خلافت کی فکر میں
 آنحضرت کے انتقال کے وقت

ماہر اپنے دیہی مکان میں اپنی نئی دلفن کے پاس تھے حالانکہ ان کو شکر اسامہ کے ساتھ
 ہونا چاہیے تھا۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے تائید
 حکم کے بعد یہ حضور کے سامنے سے ہٹ کر دیہات چلے گئے تاکہ عدم
 موجودگی کو حبش اسامہ کے ساتھ چلا جانا سمجھا جائے۔ یہ واقعہ
 کہ حبش اسامہ کے ساتھ چلے جانے میں ابوبکرؓ کا پورا منصوبہ متباہ ہو جانا

خلافت کی اسکیم فیل ہو جاتی اسی لئے ابو بکر نے رسول کی لعنت
 کو قبول کر لینا پسند کیا مگر خلافت سے محروم رہ جانا پسند نہیں کیا
 اور پھر رسول کی لعنت سے ڈرتا وہ جو رسول کو واقعی رسول سمجھتا تھا
 بہر حال تاریخ طبری ابو بکر کی عدم موجودگی کی شاہد ہے۔
 ”حضرت ابو بکر موضع شیخ میں تھے جب آل حضرت کا
 انتقال ہوا خبر وفات پیغمبر سن کر فوراً اُٹھ آیا واپس آئے
 بچہیزب تکفین سرور کائنات کے سلسلہ میں ابو بکر نے جو خدائے
 انجام دیئے ان کو محدث شیرازی نے روضۃ الاحباب میں یوں لکھا ہے
 ”حضرت ابو بکر صدیق حضرات اہلبیت علیہم السلام کی خدمت
 میں رسم تعزیر و تسلیہ بجالائے اور کہا آپ حضرات سے
 جناب رسالت مآب صلعم کے غسل و تکفین وغیرہ کے ضروریات
 متعلق ہیں آپ انھیں انجام دیں۔ اور خود تمام بزرگوں مہاجرین
 و انصار کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے کہ ام
 خلافت کو تسلیم کریں“ روضۃ الاحباب ص ۵۲۲

سقیفہ بنی ساعدہ کی تاریخی اہمیت
 سقیفہ بنی ساعدہ مدینہ سے کچھ
 دور واقع ایک چھتے کا نام ہے
 صاحب غیاث اللغات نے لکھا ہے کہ اس چھتے میں بدعواش قرع کے
 لوگ جمع ہو کر مشورہ کیا کرتے تھے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کو خلافت
سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی،
عمر ابن خطاب نے ابو بکر کو خلیفہ
منصوبہ آں حضرت کی علالت
بنادیا

کے زمانہ ہی میں بنالیا گیا تھا۔
اس کا انکشاف مسٹر ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب تاریخ خلافت
میں کیا ہے۔ مسٹر پورٹ لکھتے ہیں۔

رسول کی علالت کے زمانہ ہی میں یہ امر طے پا چکا تھا کہ حضرت
علی جو ہر طرح مستحق خلافت ہیں اپنے حق کو نہ پہنچنے پائیں
بعد وفات رسول مہاجرین و انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں
پہنچ گئے تاکہ انعقاد خلافت کر سکیں۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں ایک مسلک، ایک نظریہ اور ایک مکتب خیال
کے چند افسر اد میں بھی کامل اتفاق رائے ہونے سے قبل ہی جب
تلوار چلنے کی نوبت پہنچ گئی تو اسی چیخ پکار کے عالم میں انتہائی
ڈرامائی انداز میں عمر ابن خطاب نے ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر اعلان کر دیا
کہ ابو بکر خلیفہ ہو گئے عمر کی دیکھا دیکھی پہلے سے معین پر و گرام کے
مطابق بعض دوسرے اصحاب نے بھی بیعت کر لی۔

یہ ہے اس اجماع کی کارروائی جس کو سواد اعظم جمہوریت کا
نام دے کر اقدار جمہوریت پر ضرب کاری لگاتا ہے۔
یہ دوسری بات ہے کہ عمر ابن خطاب اپنے اس ہنگامی اقدام

پر زندگی بھر مشرندہ رہے جیسا کہ صاحب تفسیر درمنثور نے فرمایا
عمر ابن خطاب کا قول نقل کیا ہے۔

کاش میں ابو بکر کو خلیفہ نہ بناتا اور رسول سے پوچھ لیتا
کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ (تفسیر درمنثور جلد ۲ ص ۲۱۹)

ناقص اجماع اگرچہ خود اہلسنت سقیفہ بنی ساعدہ

کی تمام کارروائی کو حکم خدا اور رسول
کے مطابق نہیں سمجھتے جیسا کہ صاحب شرح المواقف لکھتے ہیں
خلافت کا انعقاد جو خلیفہ اول کیلئے ہوا وہ اہلسنت
کے اجماع سے ہوا نہ کہ خدا کے حکم سے۔

(شرح المواقف ص ۷۲)

دیکھنے کی بات ہے کہ سواد اعظم اسلامی جس اجماع پر نیاز
ہے وہ اجماع خدا اور رسول کے مطابق نہ سہی پھر بھی اس کو
مسلمانوں کا نایندہ اجماع کہاں تک کہا جاسکتا ہے۔

صاحب شرح المواقف اس اجماع کو صرف اہلسنت کا اجماع
بتاتے ہیں۔ لہذا شیعہ مسلمان تو خارج از بحث ہو چکے۔

اب جہاں تک دیگر کتب اہلسنت کا تعلق ہے تو ان کے دیکھنے
معلوم ہوتا ہے کہ دیگر بلاد اسلامی تو درکنار خود مدینہ کے پانچ فیصد
مسلمانوں کو بھی اس کا علم نہ تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں کیا ہوا ہے
اس بحث کو طول دیئے بغیر صرف ان نصابوں، قبیلوں

اور مدینہ کی اہم شخصیتوں کا تذکرہ کر دینا کافی ہے جنہوں نے ابو بکر کو
غاصب اور ناجائز خلیفہ رسول سمجھ کر بیعت سے انکار کیا۔
۱۔ وہ تصبات یہاں ابو بکر کی بیعت نہیں کی گئی۔

یمامہ، بحرین، عمال، یمن، مناسہ، حذر موت
وہ قبائل جنہوں نے ابو بکر کی بیعت نہیں کی۔

۲۔ قبیلہ بنی ہاشم، قبیلہ سعد بن عبادہ، قبیلہ مالک بن نویرہ
مدینہ کی وہ اہم شخصیتیں جنہوں نے ابو بکر کی بیعت نہیں کی۔

۳۔ سلمان فارسی، عمار یاسر، ابوذر غفاری، مقداد، بلال
سعد ابن وقاص، طلحہ بن عبد اللہ، زبیر بن عوام، خبیب
ذو الشہادتین، ابن ابی کعب، سہیل، اوسید بن حصین،
سلمان ابن اسلم، بریدہ، عثمان بن حنیف، ابوالیوب
انصاری، براہ بن عازب۔

مندرجہ بالا اصحاب میں چار ایسے صحابی بھی شامل ہیں جو،
اہلسنت کی عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔
مزید تفصیلات کیلئے صحیح بخاری، روحۃ الصفا، ازالۃ الخفا
احتجاج طبرسی، ابوالفدا اور اعظم کو فی کا مطالعہ کیجئے

بہر حال سقیفہ بنی ساعدہ کا
ابو بکر کا مسلمانوں سے خطاب منصفانہ خیر اجماع خواہ حکم
خدا اور رسول کے خلاف ہو۔ خواہ خود اقتدار جمہوریت کیلئے بدنام

دھبہ ۔ ابو بکر نے اس اجتماع کے سہارے دوسرے روز مسجد نبوی کے منبر سے مسلمانوں کو خطاب کرنا چاہا۔ قبل اس کے کہ ابو بکر تقریر کریں عمر ابن خطاب کھڑے ہوئے اور بولے ۔

میں نے جو کچھ کل تم سے کہا تھا وہ میری رائے تھی ۔ نہ وہ کتاب خدا میں ہے ۔ نہ رسول اللہ نے وصیت کی تھی ۔ نہ کوئی خاص حکم رسول تھا پس آؤ بیعت کرو ۔

خلاصہ عبارت سیوطی، طبری، و صفۃ الاحیاء اور ابن اثیر عمر ابن خطاب کی اس تقریر کے بعد ابو بکر تقریر کرنے کیلئے اٹھے ۔ اور گویا ہوئے ۔

مسلمانوں! اگر میں سیدھا رہوں تو تم میری اطاعت کرنا اور اگر ٹیڑھی راہ اختیار کروں تو تم مجھ کو سیدھا کر دینا رسول خدا کے ساتھ تو ایک فرشتہ رہتا تھا مگر میرے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے جو مجھ کو بہکا تا رہتا ہے (ہو اعمیٰ محرم) تاریخ طبری، ریاض النظرہ، منہاج السنۃ ابن تیمیہ، تاریخ الخلفاء ابو بکر کی مندرجہ بالا تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمر ابن خطاب کو شیطان تصور کرتے تھے اس لئے کہ وہی ہر وقت ان پر مسلط رہا کرتے تھے جیسا کہ مصر کے مشہور محقق محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں ۔

”حضرت عمر ابن خطاب خلیفہ اول (ابو بکر) کے پہلو میں بیٹھ ہوئے انھیں اپنے مشوروں سے مستفید کر رہے ہیں“

ترجمہ عمر فاروق اعظم ص ۱۸ مترجمہ حبیب اشعر طبع لاہور

ابوبکر کی خلافت سے عام ناراضگی ابو بکر کی خلافت کے خلاف
عام طور سے احتجاج کیا گیا
عتبہ بن ابی لہب
کے حقیقتاً سرور اشعار نے تقریریں کیں
جس کے امکان میں جتنا تھا اس نے اتنا احتجاج کیا۔ چنانچہ شہر مہراج
ابوالفدا لکھتا ہے۔

اجماع بنی ہاشم، زہر، مقداد، سلمان فارسی، ابوذر
عمار اور براد وغیرہ نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا اور علیؑ کی
بیعت کے خواہاں رہے اور اس کے متعلق عتبہ بن ابی لہب نے
اشعار بھی کہے جن کا مطلب یہ ہے۔
”یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ رسول خدا کی خلافت
بنی ہاشم سے نکال لی جائے گی خاص کر ابوالحسن سے جو سب سے
پہلے ایمان لائے اور جو قرآن مجید اور احادیث پیغمبر کے سب سے
بڑے عالم تھے۔ جو حضرت رسول خدا کی خدمت میں سب سے
آخر تک رہے جن کی مدد رآن حضرت کو، غسل دینے اور
کفن پہنانے میں جبریلؑ نے کی وہ حضرت علیؑ کہ جن میں تنہا وہ تمام
فضائل تھے جو مجموعی طور پر مسلمانوں میں ہو سکتے تھے اور جو
بزرگی و شرف و افضلیت حضرت علیؑ میں تھی وہ تمام مسلمانوں

میں نہیں ہے۔

تاریخ ابوالفداء

ابوبکر کی خلافت کے خلاف پھیلی ہوئی عام ہزارہی طاقت استعمال کر کے کس طرح دبائی گئی اس دردناک داستان کو آگے کے سطور میں غلاحظہ کیجئے۔

عہد خلافت ابوبکر

عہد ابوبکر میں مسلمانوں کا قتل عام
زنا کاروں کو سیفِ شہ کا خطاب
عبادت گزاروں پر سخت عتاب

کے انسانیت

مظالم کا تقاضا

تو یہی تھا کہ ان

کی ہر تفصیل

عام پر لائی جاتی مگر اسی مختصر کتاب میں اس کی گنجائش نہیں ہے بلکہ ان مظالم کا تذکرہ بھی عمر ابن خطاب کے حالات کے ذیل میں کیا جائے گا جو حصول بیعت کے سلسلہ میں خاندان رسالت پر ڈرا لکھے گئے۔ دست صرف ان مظالم کا تذکرہ کیا جائے گا جو عام مسلمانوں پر ڈھائے گئے۔

حصول بیعت کیلئے طاقت استعمال

جن قبیلوں یا لوگوں

نے ابوبکر کو خلیفہ

رسول تسلیم نہ کرتے ہوئے انکارِ بیعت کیا یا زکوٰۃ دینا بند کر دی ان کو انتہائی ظلم و تشدد کے ذریعہ مغلوب کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اور رسول مقبولؐ کے معین کئے ہوئے آدابِ جہاد کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مخالفین کے مقابلہ میں پوری ہوس پرستی

کا ثبوت دیا گیا۔ کیا یہ عبرت کی بات نہیں ہے کہ رسول مقبولؐ نے جس برتاؤ کو کفار قریش کیلئے بھی جائز نہیں سمجھا وہ انسانیت سوز برتاؤ کلمہ پڑھنے والوں کیلئے جائز کر دیا گیا۔

ابو بکرؓ نے جب خالد کو حذر موت اور پیامہ کو مغلوب کرنے کیلئے روانہ کیا تو حسب ذیل احکام نافذ کئے جن کو تاریخ خمیس سے نقل کیا جا رہا ہے۔ ابو بکر حکم دیتے ہیں۔

خلاۃ: جب تم اہل حذر موت پر غالب آنا تو ان کو قتل کرنا آگ میں جلا دینا، کسی کو زندہ نہ چھوڑنا۔

اور جب اہل پیامہ پر فتح پانا تو ان میں سے بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑنا۔ زخمیوں کو قتل کر دینا، بھاگنے والوں کا پیچھا کرنا قیدیوں کو تلوار کی باڑھ پر رکھنا۔ قتل عام کرنا۔ آگ میں جلا دینا دیکھو میرے حکم کے خلاف نہ کرنا چنانچہ خالد نے ایک بڑا سا گڑھا کھود کر سب کو آگ میں جلا دیا۔

(تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۳۳)

اور ملاحظہ کیجئے۔

حایہ بن یسع صحابی کو آگ میں جلا دیا۔ یہ آنحضرتؐ کی طرف سے صدقات قوم کے حالی تھے۔ ان کا قصور انکارِ بیعت تھا۔

(تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۳۱)

جنگ یمامہ میں سات سو مسلمان تلوار کے گھاٹ اتار دیئے۔

درودج الذہب مسعودی، بر حاشیہ کامل جلد ۵

جب ہمراہیان خالد خود ان مظالم کو نہ دیکھ سکے تو انھوں نے احتجاج کیا تو خالد نے ابو بکر کا تحریری حکم دکھا دیا۔
(تاریخ خمیس ص ۲۳۱)

خالد کی عبرت انگیز زندگی
ان جبر و تشدد کے تمام واقعات
میں مالک بن نویرہ کا واقعہ۔

انتہائی دردناک اور عبرت آگیں ہے۔ مالک سے ابو بکر کی سخت
تاراضگی کا سبب صاحب "تحفۃ العباد" لکھتے ہیں۔

"جب مالک کے سامنے سوال بیعت ابو بکر پیش کیا گیا
تو مالک نے صاف انکار کیا اور ابو بکر سے کہا۔

اپنی حیثیت پر قائم رہے، اپنے گھر بیٹھے اور خدا سے
اپنے گناہوں کی بخشش کے طالب ہو جائے۔ آپ کو
شرم نہیں آتی کہ آپ اس جگہ پر آکر بیٹھے ہیں جس جگہ کلمہ

خدا اور رسول نے آپ کے علاوہ کسی اور کو حاکم بنایا ہے
جناب رسول خدا نے روز غدیر (علی کی خلافت کا اعلان
کر کے کسی دلیل اور عذر کو باقی نہیں رکھا اور حجت تمام
کر دی۔"

(تحفۃ العباد ص ۲۰۵)

یہ تھی مالک بن نویرہ سے بنائے محاصرت چنا پتہ جب مالک
بن نویرہ یہ کھری کھری باتیں کہہ کر اپنے قبیلے چلے گئے تو ابو بکر

نے خالد کو انھیں مغلوب کرنے کیلئے روانہ کیا۔

”جب مالک بن نویرہ نے بیعت کرنے اور زکوٰۃ دینے سے (موقوف) عذر پیش کرنے کے بعد، انکار کیا تو خالد نے دھوکے سے انھیں گرفتار کر لیا۔ ان کا سر کاٹ کر چولہا بنا کر کھانا پکایا۔ اسی رات ان کی زوجہ سے اپنی بیویں مٹائی اگرچہ قتادہ اور عبداللہ بن عمر نے خالد کو ان سرکات سے روکا بھی مگر خالد نے کوئی شنوائی نہ کی۔ مالک کا بھائی کسی نہ کسی طرح بھاگ کر مدینہ پہنچا اور ابو بکر سے فریاد دی ہو لیکن ابو بکر نے توجہ نہ کی مدینہ کے تمام اہل الرائے صحابہ نے جس میں حضرت علی ابن ابی طالب اور ابو بکر کے محسن عمر ابن خطاب بھی شامل تھے۔ خالد سے قصاص لینے کا مشورہ دیا لیکن ابو بکر ٹال گئے۔ اس پر طبرہ یہ کہ خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطا کر کے ہمت افزائی کی۔“

(خلاصہ عبارات مغل و محل شہرستانی، کثر العما، تاریخ وادعای فتوح الشام، حبیب السیر، تاریخ ابوالفدا، تاریخ و شنگٹن ایردینگ، تاریخ طبری، تاریخ ابن اثیر، ابن خلدون، تاریخ خمیس، صدائق، مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان، البدایہ والنہایہ، اصحابہ فی موفت الصحابہ وغیرہ)

ابوبکر اور عمر میں ٹکراؤ

خالد سے قصاص لئے جانے اور

خالد پر حد جاری کرنے کا مطالبہ

جب شدت اختیار کر گیا تو عمر ابن خطاب نے یہ محسوس کر کے کہ

ابوبکر کسی قیمت پر خالد سے قصاص نہ لینگے اور اس صورت میں ابوبکر

کے خلاف اور زیادہ نفرت و حقارت پھیل جائے گی۔ لہذا

انھوں نے جمہور کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کیلئے اصحاب کے مجمع میں

خالد سے کہا

تو نے مرد مسلمان کو قتل کیا ہے اور اس کی زوجہ پر نقصان

کیا خدا کی قسم رجب میں خلیفہ بن جاؤں گا میں تجھے پتھروں سے

ضرب و سنگسار کروں گا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

قارئین یہ ذہن نشین رکھیں کہ خالد کے سلسلہ میں ابوبکر اور عمر

کے درمیان جو اختلاف رونما ہوا وہ قرآن و سنت و حد کی بنیاد پر

نہ تھا بلکہ وہ خالص سیاسی اور ملکی مصالحت کے لحاظ سے تھا۔

جیسا کہ محمد حسین عسکری اپنی کتاب "ابوبکر" میں رقمطراز ہیں

میرے نزدیک اس اختلاف کی نوعیت سیاسی تھی ابوبکر

اور عمر دونوں کے پیش نظر الگ الگ سیاسی راہ تھی جسے

وہ ٹھیک سمجھتے تھے اور جس پر انھیں عمل کرنا چاہیے تھا۔

(ابوبکر ترجمہ محمد احمد پانی پتی صفحہ ۱۲)

گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ

ابوبکر زنا کاری کو نکاح
خالد نے مالک بن نویرہ کی بیوہ
جائز سمجھتے تھے پر اسی رات تصرف کیا جس دن
ایک کو قتل کیا تھا اس سلسلہ میں مسلمانوں کے خلیفہ اول ابوبکر
نے مسلمانوں کے انتہائی سخت مطالبہ کے بعد مالک کو جو سزا
دی وہ بھی انتہائی فکر انگیز ہے۔

ابوبکر نے خالد کو بلا کر زجر و توبیخ کی اور حکم دیا کہ
فوراً مالک بن نویرہ کی بیوہ کو طلاق دو۔

(مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان ص ۱۷۹)

دنیا جانتی ہے کہ طلاق اس وقت دیا جاسکتا ہے جب نکاح جائز
طریقہ سے ہوا ہو۔ اور اگر جواز نکاح ہوئے بغیر کوئی نکاح کر لے تو
وہ زنا کاری ہوگی نکاح نہ ہوگا۔ اب محترم قارئین فرمائیں
کہ ابوبکر کا خالد کو یہ حکم دینا کہ تم مالک کی بیوہ کو طلاق دے دو
کیا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ قبل اختتام ایام عدت وفات
نکاح جائز سمجھتے تھے

خالد کو پہچانیے۔ خالد بن ابوبکر نے سیف اللہ کا خطاب
دیا تھا ان کے مظالم کو دیکھنے کے بعد اگر
قارئین خالد کی معرفت بھی حاصل کرتے چلیں تو خالی از دہی نہ ہوگا
۔ خالد کے والد ولید دراصل ایک گلہ بان کے صاحبزادے تھے

جن کو اٹھارہ برس کی عمر میں مغیرہ نے اپنا فرزند قرار دے لیا
تھا انھیں ولید کی نقاب کشائی کرنے کیلئے مخصوص آیت بھی
ہوئی انیسویں پارہ میں سورہ "ن" دیکھئے

(تفسیر کشان، تفسیر مدارک، تفسیر)

جب ابو بکر مرض الموت میں
خلیفہ بنانے والے کو خلیفہ بنا دیا

ہوئی کہ میں کون سا طریقہ اختیار کروں جس کے ذریعہ جاہ خلافت
عطا کرنے والے عمر ابن خطاب کو جاہ خلافت واپس کر جاؤں
چونکہ ابو بکر کو معلوم تھا کہ ان کی اس تجویز سے مسلمانوں
اختلاف کریں گے اس لئے انھوں نے عمر ابن خطاب کیلئے دوران
مرض ہی میں کنوینٹ شروع کر دی جب مسلمانوں کو ابو بکر کے
ایمان کا اندازہ ہوا کہ وہ عمر ابن خطاب کو خلیفہ نامزد کرنے والے ہیں
تو انھوں نے طلحہ کی سرکردگی میں ابو بکر سے ان کی رائے کے
خلاف سخت احتجاج کیا۔ چنانچہ علامہ شبلی ٹکھتے ہیں۔

”طلحہ نے (ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے) ابو بکر سے کہا
کہ آپ کے موجود ہوتے ہوئے عمر کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا
برتاؤ تھا جو اب وہ خود خلیفہ ہو گئے تو خدا جانے کیا کریں گے
آپ خدا کے یہاں جاتے ہیں۔ یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا
جواب دیجئے گا۔“ (الفاروق ص ۲، طبع المجمعۃ پریس دہلی)

مصر کے مشہور مصنف محمد حسین مکیل لکھتے ہیں سر
 ”یہ سن کر ابو بکر کو سخت طیش آیا اور بخار کی حالت
 میں چلا کر بولے“ (ابو بکر مترجمہ محمد احمد پانی پتی صفحہ ۴۷)
 علامہ شبلی نے افکار و وق میں لکھا ہے کہ اس کے بعد عثمان کو
 بلا کر ابو بکر نے وصیت نامہ لکھو انا شروع کیا اور جب وہ لکھ لیا
 گیا تو اپنے غلام کے ذریعہ جمع عام میں سنائے کیلئے روانہ کیا
 (اس سلسلہ کے تفصیلی واقعات عمر ابن خطاب کے حالات میں
 بیان ہو گئے)

سب طبری لکھتے ہیں اور وہی اس
 اعلان خلافت بمقام نجبا کے ذمہ دار ہیں کہ جب ابو بکر عمر کو
 خلیفہ بنا چکے تو جو لوگ عیادت کے واسطے باہر جمع تھے اس وقت
 ابو بکر نے پاخانہ سے سر باہر نکال کر اعلان کیا جاؤ میں نے عمر کو
 خلیفہ بنا دیا۔ یہ کہہ کر پھر سر اندر کر لیا۔

ہائے اس زود پیشیاں کا پیشیاں ہوتا تاریخ طبری، عقد الفرید
 اور مروج الذهب میں لکھا ہے کہ دوران مر عن ابو بکر کہتے تھے کاش
 میں نے حسب ذیل تین باتیں کی ہوتیں تو اچھا تھا۔

۱۔ فاطمہ کو دوست رکھتا اور ان کی پردہ دری نہ کرتا
 ۲۔ فجارۃ اسلامی کو آگ میں نہ جلاتا۔

۳۔ بروز سقیفہ خلافت نہ قبول کرتا۔

اور حسب ذیل تین باتیں رسول خدا سے پوچھ لیتا تو اچھا تھا۔

۱۔ آپ کے بعد خلافت کس کا حق ہے۔؟

۲۔ مانعین زکوٰۃ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۳۔ کلام کے کہتے ہیں؟

عالم نزع میں عائشہ کو دانا ^ط ابو بکر کی سوانح عمری "ابوبکر" ^ط میں محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں

"نزع کے وقت ان کی بیٹی عائشہ ان کے پہلو میں بیٹھی تھیں انھوں نے باپ کی یہ حالت دیکھ کر حاتم کا یہ شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے)

"جب نزع کی حالت طاری ہوتی ہے اور سینہ میں سانس نہ آنے کی وجہ سے دم گھٹنے لگتا ہے تو دولت (حکومت) انسان کے کام نہیں آتی"

یہ شعر سن کر ابو بکر نے غصہ سے عائشہ کی طرف دیکھا اور کہا "بیٹی اس کے بجائے یہ آیت پڑھ"

"نزع کی حالت طاری ہو گئی ہے یہ وہ وقت ہے جسے تو خوف کھایا کرتا تھا"

لیکن جب ابو بکر کی روح نکل گئی تب بھی عائشہ نے باپ کی وصیت کے خلاف شعر ہی پڑھا۔ ہیکل لکھتے ہیں۔

عائشہ نے ان کے سرہانے بیٹھ کر یہ شعر پڑھا (جس کا مطلب یہ ہے)
 "ہر جانسوا لے کی واپسی کیلئے امید کی جاتی ہے۔ مگر اس شخص
 کی واپسی ناممکن ہے جسے موت ساتھ لے جائے"

دو سال تین ماہ دس یوم تخت خلافت رسول
 پر قابض رہ کر دین اسلام کو "دین جہانباہی"
 بنانے کی جدوجہد کرتے رہے آخر کار ۶۲ ہجری الثانیہ ۳۱
 کو انتقال کیا۔
 (کتاب امامت و سیاست ابن قلبہ)

مقام دفن مشہور ہے کہ ابو بکر حجرہ عائشہ میں اس حضرت کے پہلوئے
 مبارک میں دفن کئے گئے۔ مگر یہاں ایک اہم سوال
 یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس حجرہ میں اس حضرت دفن ہیں۔ اور بعد ابو بکر اور
 عمر کو بھی اسی حجرہ میں دفن کیا گیا۔ کیا وہ حجرہ واقعی عائشہ کی ملکیت
 تھا؟ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کیلئے امام ابو حنیفہ اور فضال
 کوئی کے ایک دھچپ مکالمہ کا مطالعہ فرمائیے۔ وہ مکالمہ حسب ذیل ہے

فضال کوئی اے ابو حنیفہ میرا ایک بھائی ہے جو حضرت علی کو
 حضرات شیخین یعنی ابو بکر اور عمر سے افضل سمجھتا
 ہے کیا یہ سچ ہے؟

ابو حنیفہ ان دونوں کی افضلیت پہلوئے رسول میں دفن

فضال کوئی

ہو نے ہی سے ظاہر ہے۔

یہ بات میں اپنے بھائی سے کہی تھی۔ مگر وہ کہتا ہے
 کہ اگر وہ حجرہ آں حضرت کی ملکیت تھا تو ان دونوں
 نے پہلے رسول میں دفن ہو کر ظلم کیا۔ اس لیے
 کہ ان دونوں کو آں حضرت کے حجرہ میں دفن ہونے
 کا کوئی حق نہ تھا۔ اور اگر وہ حجرہ انھیں دونوں کا
 تھا اور انھوں نے آں حضرت کو ہبہ کر دیا تھا تو
 ہبہ کرنے کے بعد اس پر تصرف بلا حصول اجازت
 رسول ناجائز تھا۔ اور رسول مقبول سے
 اجازت حاصل کرنے کا سوال اس لئے نہیں
 پیدا ہوتا کہ آں حضرت ان سے پہلے ہی انتقال
 کر چکے تھے۔

ابو حنیفہ

ان کی تدفین کے وقت وہ حجرہ نہ رسول کا تھا
 اور نہ ان دونوں کا۔ بلکہ وہ دونوں اپنی اپنی قبروں
 یعنی عائشہ اور حفصہ کے حصہ میں دفن ہوئے۔

فضال کوئی

یہ بات بھی میں نے اپنے بھائی سے کہی تھی۔ لیکن
 اس نے جواب دیا۔ تم تو جانتے ہی ہو کہ آں حضرت
 نے نبوی بیاں چھوڑ کر انتقال فرمایا تھا۔
 اور شریعت محمدی کی رو سے اس حجرہ کے آٹھویں

حصہ کے نویں حصہ کی عائشہ اور نویں حصہ کی
 حصہ وارث قرار پاتی ہیں جس کا رقبہ دو پانچ
 سے بھی کم ہوتا ہے لہذا اتنی تنگ جگہ میں دو
 طویل آدمی کیسے دفن ہو گئے؟ — اور
 عائشہ و حصہ کے علاوہ دوسری بی بیوں کی
 اجازت حاصل نہیں کی گئی — اس کے
 علاوہ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ عائشہ اور
 حصہ متروکہ رسول کی وارث کیسے ہو سکتی ہیں
 جبکہ رسول کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا میراث پر
 سے محروم رکھی گئیں

مصاحبین سے مخاطب ہو کر

ابو حنیفہ

نکالو اس شخص کو یہ خود شیعوں معلوم ہوتا ہے۔

بہر حال نتیجہ یہ نکلا کہ اس حجرہ کے اصل مالک آنحضرت تھے اور
 آنحضرت کے بعد ان کی ایکلو فی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اس حجرہ کی وارث
 مالک ہوئیں۔ لہذا اس حجرہ میں ابو بکر اور عمر کا دفن ہونا اسی وقت
 جائز ہو سکتا تھا جب جناب فاطمہ زہرا سے اجازت حاصل کی جاتی۔
 اور جناب مصلومہ سے اجازت حاصل کرنے کا سوال اس لئے پیدا
 نہیں ہوتا کہ آپ کی شہادت ابو بکر و عمر کے انتقال سے پہلے ہی ہو
 چکی تھی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ جناب سیدہ کی زندگی ہی میں اجازت

حاصل کر لی گئی تھی تو اس کا امکان اس لئے نہیں ہے کہ جناب
 سیدہ ابوبکر اور عمر سے آخر وقت تک ناراض رہیں جبکہ
 امام قتبہ نے اپنی کتاب امامت و السیاست میں لکھا ہے۔
 جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ
 کر کے کہتی ہوں کہ تم دونوں (ابوبکر اور عمر) نے مجھے تکلیف پہنچائی
 اور غضبناک کیا اور تم نے مجھے خوش نہیں رکھا۔ میں جب
 رسول خدا سے ملوں گی تو تم دونوں کی شکایت کروں گی۔
 حضرت ابوبکر یہ سن کر بہت روئے لیکن حضرت فاطمہؑ زہرا
 کہتی جاتی تھیں کہ قسم بخدا ہر ایک نماز میں جو میں پڑھوں گی
 تم لوگوں کیلئے بد دعا کروں گی۔

(امامت و السیاست ابن قتبہ)

دبچپ متفرقات

برسر عام وعدہ خلا فی کتاب البطلان باطل علامہ روز بھان
 و تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی
 اور سر العالمین امام غزالی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ
 نے ابوبکر سے کہا کہ تم نے بلا استحقاق خلافت کیوں قبول کی تو ابوبکر
 نے کہا کہ انصار کے خون سے لیکن اگر آپ حکم دیں تو میں برسر منبر
 مستقنی ہو جاؤں۔ حضرت علیؑ نے کہا اچھا بعد نماز ظہر ایسا کرنا

چنانچہ بعد نماز ظہر ابو بکر نے اعلان کیا کہ چونکہ علی مجھ سے بہتر موجود
ہیں اس لئے میں خلافت سے مان کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں
مگر یہ اعلان زبانی تھا عملی نہیں، صاحب ذخیرہ نے بحوالہ ریاض
النظر لکھا ہے کہ افضل کی موجودگی میں مفضول کیسے خلافت
منفرد نہیں ہو سکتی۔

”خلیفہ نہیں“ خالفہ ” نہایہ ابن اثیر“ میں لکھا ہے کہ ایک روئے
ایک عرب نے ابو بکر سے پوچھا ”تم خلیفہ ہو“
تو ابو بکر نے کہا خلیفہ نہیں ”خالفہ“ ہوں — صاحب نہایہ
خالفہ کے معنی بتاتے ہیں کہ ”وہ جس میں کوئی خیر و خوبی نہ ہو“ اور قاموس
میں خالفہ کے معنی سفیدہ کے ہیں۔

اہلسنت کے تمام علماء اس بات پر
متفق ہیں کہ ابو بکر مسائل شرعیہ سے
مسائل شرعیہ سے لاعلمی
لا علم تھے چند مثالیں ملاحظہ ہوں
۱، ایک دادی نے اپنے مرحوم پوتے کی جائداد سے اپنا حق طلب کیا تو
ابو بکر نے کہا تیرا حق نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ کسی مسلمان فقہم
سے دریافت کر لوں تو جواب دوں (ملاحظہ ہو کتاب المیراث مشکوٰۃ و موطا)
۲، دادی کی موجودگی میں ابو بکر نے نانی کو چھٹا حصہ دلوا دیا تھا (ملاحظہ
استیعاب و تحفہ ص ۲۵۵) (۳، ابو بکر مسئلہ کلام میراث سے نا بلد تھے
ملاحظہ ہو کنز العمال و تحفہ اثناء عشری)

بحر یا کو دیکھ کر فرمایا

ابو بکر پرندہ کو دیکھ کر کہتے تھے "اے پرندے قسم ہے اللہ کی میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی تیرے مثل ہوتا تو جس طرح جس درخت پر چاہتا ہے بیٹھ جاتا ہے اور جو کھیل چاہتا ہو کھا لیتا ہے اور تیرے اور میرے

بلند مٹنا (ابو بکر کہا کرتے تھے) کاش میں مشرک کے کنارے کا ایک درخت ہوتا اور کسی اونٹ کا میرے اوپر گزرتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں رکھ کر چا لیتا پھر میں منگنی بن کر نکل جاتا۔ انسان نہ ہوتا (ملاحظہ ہو سیرت خلفائے راشدین مولفہ عبد الشکور)

امام حسنؑ نے ٹوک دیا علامہ دارقطنی لکھتے ہیں کہ ایک روز امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ

ابو بکر منبر رسول سے مسلمانوں کو خطاب کر رہے ہیں آپ نے بھڑک جھج میں فرمایا میرے باپ کی جگہ سے ہٹ جاؤ۔ ابو بکر یہ تصدیق کرتے ہوئے منبر سے اتر آئے کہ بیشک یہ تمھارے باپ کی جگہ ہے صمیم مسلم میں لکھا ہے کہ عبد الرحمن کہتے تھے قسی القلیبی کہ ابو بکر قسی القلب تھے۔

"اصحاب ثلاثہ" دوسری جلد مشتمل بر حالات عمر ابن خطابؓ

اور تیسری جلد مشتمل بر حالات عثمان بن عفانؓ زیر طبع

(مطبوعہ نظامی پریس و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ)

اطلاع